ہم سب ایک ہیں

امّی: کیا ہوا منّی تم سب سے الگ تھلگ کیوں بیٹھی ہو؟

منّی: جی امّی، کچھ نہیں۔ یونہی بیٹھ گئی۔

امّی: کچھ تو ہوا ہوگا۔ آخر کیا بات ہے؟

منّی: (ذرا غصے سے) امّی یہ لوگ سب مجھے ستاتے ہیں۔ دیکھیے مسرور نے میری کتاب پھاڑ ڈالی۔

ارشد: (آتے ہوئے۔ زور سے) کیا ہوا بھئی، کس نے کس کی کتاب پھاڑ ڈالی؟

امّی: کچھ نہیں ارشد میاں، یہ بچّے ہر وقت آپس میں لڑتے رہتے ہیں۔ تنگ آگئی ہوں روز روز کے جھگڑوں سے۔ سمجھ میں نہیں آتا کیا کروں کیا نہ کروں؟ ہر وقت دانتا کِلکِل ہوتی رہتی ہے۔

ارشد: یہ تو بڑی بُری بات ہے۔ مسرور اور فاطمہ کہاں ہیں؟

امّی: (زور سے) مسرور......... مسرور......... فاطمہ........ ذرا یہاں تو آؤ۔

(مسرور اور فاطمہ آتے ہیں)

مسرور: جی امّی۔

ارشد: بھئی تم لوگوں کو میں نے بلایا ہے، بیٹھ جاؤ۔ منّی تم بھی۔ یہاں

آجاؤ......... اِدھر......... اِس طرف......... ہاں بھئی میں نے سنا ہے تم سب آپس میں لڑتے ہو۔

مسرور: میں تو نہیں لڑتا۔

منّی: تو کیا میں لڑتی ہوں......... ایک تو میری کتاب پھاڑ ڈالی اور دوسرے جُھوٹ بولتے ہو۔

مسرور: اور تم نے جو میرے قلم کا نِب توڑ دیا، تو.........؟

ارشد: اچھّا بھئی! ذرا خاموش ہو جاؤ۔ ایک بات تو بتاؤ۔ میں نے اس دن تمھیں قائدِ اعظمؒ کے تین اصول بتائے تھے۔ یاد ہیں؟

مسرور: جی ہاں! مجھے یاد ہیں۔ یقین محکم، اِتّحاد اور تنظیم۔

ارشد: ہاں بھئی یاد تو ہیں۔ اچھّا منّی تم بتاؤ اِتّحاد کسے کہتے ہیں؟

منّی: میل جول.........

ارشد: ہاں بالکل ٹھیک۔ تو بھئی، پہلی چیز یہ ہے کہ اِتّحاد گھر سے شروع ہوتا ہے۔

منّی: ارشد بھائی وہ کیسے.........؟

ارشد: بھئی، دیکھو نا۔ تم، مسرور، امّی اور ابّا سب ایک ہیں۔ ایک گھر میں رہتے ہیں۔ ایک ساتھ اُٹھتے بیٹھتے ہیں۔ ایک ساتھ کھاتے پیتے ہیں۔ ایک ساتھ گھومنے جاتے ہیں۔ سب ایک ہی تو ہوئے۔

منّی: جی ہاں، سب ایک ہیں۔

ارشد: اچھّا بھئی، اب ذرا گھر سے باہر نکلو۔ کہاں پہنچے اسکول.........

اسکول کے سارے طالب علم آپس میں ایک ہوتے ہیں۔ چھوٹے بڑے طالب علم ایک دوسرے کے دوست ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کے کام آتے ہیں۔ اسکول ہو، کھیل کا میدان ہو، محلہ ہو، شہر ہو، ملک ہو، ہر جگہ آپس میں ایک ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح ملک کی ترقّی کے لیے تمام باشندوں کا ایک ہونا ضروری ہے۔

مسرور: ملک کے تمام باشندے؟.........

منّی: مگر ارشد بھائی ملک کے تمام باشندے آپس میں ایک کیسے ہو سکتے ہیں۔ یہ تو بڑی مشکل بات ہے۔

ارشد: نہیں مشکل تو نہیں۔ اصل میں تم نے اس پر غور نہیں کیا۔ ملک کے تمام باشندوں کو اپنے ملک سے محبّت ہوتی ہے نا؟

منّی: جی ہاں، ہوتی ہے.........

ارشد: بس تو پھر مشکل حل ہو گئی۔ ملک کے تمام باشندوں کو اپنے ملک سے محبّت ہوتی ہے۔ سب کے سب اُسے ترقّی دینا چاہتے ہیں۔ مالدار، طاقت ور بنانا چاہتے ہیں۔ اس کا نام روشن کرنا چاہتے ہیں۔ ان سب باتوں کے لیے ملک کے رہنے والوں میں اِتّحاد ضروری ہے۔ جب تک وہ مل جل کر کام نہیں کریں گے، ایک دوسرے کی مدد نہیں کریں گے، اُس وقت تک ملک ترقّی نہیں کر سکتا۔

مسرور: ارشد بھائی، یہ تو آپ ٹھیک کہتے ہیں۔

ارشد: اب سے بہت پہلے یونان کا ملک چھوٹے چھوٹے شہروں میں بٹا ہوا تھا۔ ہر شہر کی اپنی حکومت تھی۔ یہ تمام شہر ایک دوسرے سے آپس میں لڑتے رہتے تھے، اس لیے ذرا ذرا سی بات پر لڑائی ہو جایا کرتی تھی۔ ایرانی، یونان والوں کی یہ لڑائیاں دیکھتے رہتے تھے۔ اُنھوں نے اس نااِتّفاقی سے فائدہ اُٹھایا اور یونان کی شہری ریاستوں پر حملے شروع کر دیے۔ یونانیوں نے کوئی پروا نہیں کی۔ رفتہ رفتہ اُن کے ملک پر ایرانیوں کا قبضہ ہونے لگا۔ اب تو وہ بہت گھبرائے۔ آپس کے جھگڑے ختم ہو گئے۔ ساری شہری ریاستوں نے مِل جُل کر ایرانیوں کا مقابلہ کیا اور اُنھیں مار بھگایا۔

منّی: سچ مچ!

ارشد: ہاں، جب سب ایک ہو گئے تو دشمن اُن کے سامنے ٹھہر نہ سکا۔ اِتّحاد اور اِتّفاق میں بڑی طاقت ہوتی ہے۔ جب ملک والے ایک ہو کر کام کرتے ہیں تو وہ ضرور کامیاب ہوتے ہیں۔ اچھّا ایک بات اور بتاؤں۔

مسرور: ضرور بتائیے۔

ارشد: ساری دُنیا کے انسانوں کو آپس میں ایک ہونا چاہیے۔ جانتے ہو یہ لڑائیاں، جھگڑے، آخر یہ سب کیوں ہوتے ہیں؟ صرف اس لیے کہ ابھی تک دُنیا کے تمام انسان ایک نہیں ہو سکے۔ جب سب ایک ہو جائیں گے تو کوئی جھگڑا نہیں رہے گا۔